جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

یہ نظم حضرت اکمل نے ایک نو سالہ بچی عزیزہ امۃ الرشید بیگم بنت میرزا عبدالحمید صاحب کی فرمائش پر ۱۹۴۲ء کے جلسہ سالانہ پر تحریر فرمائی (ایڈیٹر)

جماعت کا سالانہ جلسہ پھر آیا
ترا شکر مولیٰ کہ ہم تیرے بندے
تری پاک بستی میں پھر جمع ہونگے
اندھیرا جہاں ہے۔ اجالا کریں گے
ترا نام پھیلانے کی آرزو ہے
پھر اسلام کی شان ہم کو دکھا دے
زمانے میں شورش ہے برپا مٹا دے
ترا ذکر ہو شغل ہر دم ہمارا
ترقی ہمیں دین و دنیا کی دیجو
مسیحِ محمدؐ کے ہیں ہم سلامی
درود و سلام ان پہ نازل دوامی
خلیفہ ہمارے جو فضلِ عمر ہیں

خداوند عالم نے یہ دن دکھایا
کہ جن کو بہت سے ہیں دنیا کے دھندے
لئے ہاتھوں میں نور کی شمع ہوں گے
ترے دین کا بول بالا کریں گے
اسی واسطے گردش کو بکو ہے
ہدایت۔ اشاعت کی راہیں بتا دے
مٹا کر۔ وہیں امن و راحت بڑھا دے
کہ تو نے ہی ہر کام مشکل سنوارا
کسی جا کسی وقت رسوا نہ کیجو
جسے تو نے دی نعمتِ ہم کلامی
ہمیں ان کی سچی ہو حاصل غلامی
وہ جنت کا ہمیشہ میٹھا ثمر ہیں

پھلیں پھولیں دنیا میں اُخریٰ میں مولیٰ
رہے نام کام ان کا اعلیٰ و اولیٰ

زائرین دار الامان کو سلام

جن احباب کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مامور و مرسل کی بستی میں آنے کی توفیق ملی۔ ان کو سلسلہ کا خادم قدیم الحکم اور اس کا مدیر خلوص قلب سے

اھلاً و سھلاً و مرحبًا

کہتا ہے۔

اور ان سے اس امر کی استدعا کرتا ہے۔ کہ جب وہ اس بستی میں آیات اللہ کی تلاوت کریں۔ جب ان کے قلب میں رقت پیدا ہو۔ اور ان کے دل آستانۂ الٰہی پر گریں۔ اس وقت وہ احمدیت کی اشاعت کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی درازیٔ عمر کے لئے۔ خاندانِ نبوت کے ممبروں کے لئے مبلغین سلسلہ کے لئے۔ دنیا میں قیام امن کے لئے۔ روئے زمین کے احمدیوں کے لئے۔ اخبارات سلسلہ کی ترقی کے لئے۔ میرے والد عرفانی کبیر اور میری والدہ صاحبہ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ میدانِ جنگ میں گئے ہوئے بھائیوں کے لئے۔ ان مبلغین کے لئے جو دشمن کے ملکوں میں ہیں۔ اور ہم کو ان کی کوئی خبر نہیں آ رہی سلسلہ کے اکناف عالم میں پھیل جانے کے لئے دردمندانہ دعا فرمائیں اور مجھ خاکسار کو بھی اپنی یاد سے بھول نہ جائیں۔

طالب دعا
(محمود احمد عرفانی مدیر الحکم)

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

کتاب مرکز احمدیت ۔ قادیان

کے متعلق

نہایت ضروری اعلان

میری اس کتاب کے متعلق احباب نے جس توجہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کے لئے میرا دل جذبات امتنان اور شکر سے لبریز ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کتاب کے لئے جسقدر مجھے جدوجہد کرنی پڑی ہے۔ اسے میں ہی جانتا ہوں۔ دن رات ایک کرکے کتاب کی تصنیف کے کام کو ختم کیا۔ میرا پہلا اندازہ تھا۔ کہ کتاب ۳۲۰ صفحات کی ہوگی۔ مگر باوجود اختصار سے کام لینے کے کتاب تقریباً ۵۰۰ صفحات کی ہوگئی ہے۔ کتاب کے بائیس ابواب ہیں۔ اور ہر باب میں سیر کن بحث کی گئی ہے۔ کتاب کی اشاعت میں سب سے اہم اور مشکل پہلو کاغذ کی خرید کا ثابت ہوا۔ بازار میں دوکانداروں کے پاس کاغذ موجود ہے مگر وہ انسانی آنکھوں سے دور کہیں مخزنوں میں جمع ہے۔ کاغذ کے دوکاندار گاہک کو دیکھکر اس سے بات کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ پانچ روپیہ رم کا کاغذ تیس تیس روپیہ رم پر فروخت کیا جاتا ہے اور وہ بھی گاہک کی انتہائی جدوجہد سے۔ اور جس کو دس رم کی ضرورت ہو۔ اسے تین رم دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں میری کتاب کی ضخامت اور کاغذ کی گرانی نے میری ساری محنت کو خطرے میں ڈال دیا۔ کاغذ کے لئے جتنی جدوجہد اور سعی کرنی پڑی۔ اسکو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ کتاب کے لئے جس قدر بجٹ تھا۔ وہ سب ختم ہوگیا۔ اور روپیہ کے لئے میری پریشانی انتہا کو پہنچ گئی۔ اندریں حالات میں اس وقت دو تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔

(اول) کتاب کے اس ایڈیشن میں تصاویر شائع نہ کی جاسکیں گی۔ کیونکہ میرے لئے تصاویر کا طبع کرنا بالکل ناممکن ہوگیا ہے۔

(دوم) کتاب کی قیمت میں ۸ کا مزید اضافہ کرنے کے لئے میں مجبور ہوگیا ہوں۔ کیونکہ اندازے کی نسبت ۱۵۰ صفحات کا اضافہ کتاب میں ہوگیا ہے۔ اس لئے احباب نوٹ کرلیں۔ کہ اب قیمت بجائے دو روپے کے سوا دو روپے ہوگی۔ اور یہ اضافہ ان اخراجات کے مقابل میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور خصوصاً اس کے مقابل میں جبکہ ۱۵۰ صفحات کی ضخامت بھی بڑھا دی گئی ہے۔

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

الحکم جلد ۴۴ اس نمبر کے ساتھ ختم ہو رہی ہے

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ گذشتہ مئی سے اس نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں الحکم کو پھر جاری رکھ سکا۔ جن حالات میں الحکم کو میں نے جاری رکھا۔ وہ بہت صبر آزما تھے۔ انتہائی مالی مشکلات۔ کاغذ کی انتہائی گرانی۔ ہر نمبر کے لئے مجھے کاغذ خریدنا پڑتا تھا۔ اور ہر دفعہ کاغذ کی قیمت بڑھ جایا کرتی تھی۔ مگر میں نے اپنی ہمت اور حوصلہ کو جواب نہ دیا۔ اس پر مزید دقت یہ تھی۔ کہ محکمہ ڈاک خانہ کی رعایت الحکم کو حاصل نہ تھی۔ ہر پرچہ پر تین پیسے کا ٹکٹ لگانا پڑتا تھا۔ یہ چیز بھی میرے لئے بہت بڑی ہمت شکن تھی۔ مگر میں نے حوصلہ نہ ہارا۔ اور اس کام کو جاری رکھا۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے اس سال منزل کو پورا کردیا۔ یہ پرچہ ۴۴ جلد کا آخری پرچہ ہوگا۔ اس کے بعد دسمبر میں کوئی اور پرچہ شائع نہ ہوگا۔

اگلے سال کے لئے کیا ہوگا۔ میں اس کے لئے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ نوے فی صدی کاغذ حکومت نے سرکاری ضرورتوں کے لئے لے لیا ہے۔ دس فی صدی سے پبلک کی ضرورت پوری نہیں ہوتی اخبارات کا کاغذ بھی ناپید ہوگیا ہے۔ ایسے اخبارات کو اپنے وجود کو قائم رکھنا بہت ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے۔

تاہم

میں الحکم کو جاری رکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔ احباب نے میرا ہاتھ بٹایا۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ الحکم کے جاری رہنے کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا ہو ہی جائے گی۔

تاہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اب ہم آپ کی خدمت میں ۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء کو حاضر ہونے کی سعادت حاصل کریں گے۔

شروع جنوری میں احباب کو الحکم کی ادائیگی قیمت اور اعانت کے لئے میں توجہ دلاؤں گا تاکہ یہ رقم جدید سال کے آغاز میں کام آسکے۔ امید ہے کہ احباب میری درخواست پر اپنی اعانت کا ہاتھ بڑھا کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔ (محمود احمد عرفانی)

اخبار الحکم کی خریداری کی تحریک

جماعت سرگودھا کے امیر جناب چودھری فضل احمد صاحب اے۔ ڈی۔ آئی نے الحکم کی خریداری کے لئے اولاً جماعت سرگودھا کے سامنے ایک عملی تحریک پیش کی جسے منظور کرتے ہوئے جماعت سرگودھا نے ایک پرچہ الحکم کا خریدنا منظور فرمایا ہے۔

جناب چودھری صاحب کی اس ہمدردی کے لئے میں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ان کی یہ تحریک دوسری جماعتوں کو اپیل کرسکے گی۔ اگر تمام انجمنیں الحکم کا ایک ایک پرچہ خریدنا منظور فرمالیں۔ تو الحکم کو بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ میں نے گذشتہ ایام میں پچیس پچیس روپے پر ایک ایک رم خرید کر الحکم کو جاری رکھا ہے۔ میری یہ سعی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ہم انتہائی طور پر ہر قربانی اور سعی الحکم کو جاری رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

مزید رعایت

اگر تمام انجمنیں چودھری صاحب موصوف کی تحریک کو منظور کرلیں۔ تو میں یہ رعایت منظور کرنے کو تیار رہوں۔ کہ ہر انجمن بجائے یکمشت قیمت ادا کرنے کے ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے اپنے چندوں کے ہمراہ بذریعہ دفتر محاسب دفتر الحکم کے لئے بھیج دیا کرے۔ اس طرح جماعتوں کو بڑی آسانی ہو جائے گی۔ کہ الحکم کی قیمت پانچ ماہ میں پانچ مختلف اقساط میں ادا کرسکیں گی۔ امید ہے۔ کہ انجمنوں کے امیر۔ پریذیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان اس طرف توجہ فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ (محمود احمد عرفانی)

نئے قیا آمدن عید مبارک بادا

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو!

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل لاہور

بچپن میں جبکہ میں سیکنڈ مڈل میں پڑھتا تھا۔ میرے مطالعہ میں "تذکرۃ الاولیاء" نامی کتاب گذری۔ جس سے مجھے یہ فائدہ ہؤا۔ کہ میرا دل یہ چاہنے لگا۔ کہ ان بزرگوں جیسا اگر کوئی آج ظاہر ہو جائے تو میں اسکی بیعت کرلوں۔ بلکہ بچپن سے میرے اندر یہ بھی زوردار خواہش پیدا ہوتی رہتی تھی۔ کہ اگر مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہو جائے۔ تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کے صحابہ میں داخل ہو جاؤں۔

ایک دن جبکہ میں ایچی سن سکول لاہور کی ساتویں جماعت میں پڑھ رہا تھا۔ تو ہمارے ایک اردو پڑھانے والے استاد نے (کہ جن کا نام یاد نہیں رہا) "پیسہ اخبار" دو پیسہ کو منگوایا اس میں پڑھتے ہوئے انہوں نے یہ خبر بھی ہم کو سنائی۔ کہ قادیان میں ایک شخص نے مہدی و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کے آگے کچھ بدگوئی بھی تھی۔ مگر بہرحال یہ خبر میرے دل میں میخ آہنی کی طرح گڑ گئی۔ اور میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ سکول میں چھٹیاں ہوں۔ تو مجھے قادیان شریف ضرور پہنچنا چاہیئے۔ چنانچہ بڑے دن کی تعطیلات پر میں نے والد صاحب سے امرتسر جانے کی اجازت مانگی۔ وہاں میرا نانا جن کا نام قائم دین تھا۔ پٹڑنگی کا کام کرتے تھے۔ لاہور سے امرتسر کا کرایہ ان دنوں صرف چھ آنے ہوتا تھا۔ اور لاہور سے بٹالہ کا ۱۱ ۔ یا ۱۲ ۔ میں نے امرت سر پہنچکر اپنے نانا کو اس امر پر آمادہ کیا۔ کہ وہ میرے ساتھ قادیان شریف چلیں۔ آخر وہ میرے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن جب ہم بٹالہ پہنچ گئے۔ تو انہوں نے مجھے ایک تھپڑ رسید کیا۔ جس سے مجھے بخار ہو گیا۔ وہ بڑے قوی ہیکل تھے۔ انہوں نے مجھے کہا۔ تو آپ بھی خراب ہوگا۔ اور مجھے بھی خراب کریگا۔ ممکن ہے قادیان میں کوئی جگہ ٹھیرنے کو بھی نہ ملے۔ خیر ہم جوں توں کر کے یکہ پر سوار ہو گئے۔ دو ہم تھے۔ اور تیسری سواری ایک ہندو تھا۔ اس وقت ہم نے سوا آنہ فی سواری کے حساب سے کرایہ دیا تھا۔

(۱)

جس وقت ہم وہاں پہنچے۔ جہاں اب مسجد مبارک کی سیڑھیاں ہیں۔ اس وقت وہاں ایک بڑا سا تخت پوش بچھا ہؤا تھا۔ اور اس کے پاس ایک انگریز جو پیچھے معلوم ہؤا۔ مدراس سے آیا تھا۔ بیٹھا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا اوور کوٹ پہنا ہؤا تھا۔ میرے نانا چونکہ پرانے فیشن کے آدمی تھے۔ اس کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ خیر۔ حافظ حامد علی صاحب مرحوم اس وقت گول کمرہ کے قریب کھڑے تھے۔ ان سے میں نے پوچھا۔ کہ حضرت صاحب کہاں ہیں؟ وہ مجھ کو اور میرے نانا صاحب کو اپنے ہمراہ مسجد اقصےٰ لے گئے۔ جہاں اس وقت حضرت اقدس ؑ چہل قدمی فرما رہے تھے۔ حضورؑ کے ہاتھ میں چھڑی بھی تھی۔ جو کہ قدسے وزن دار تھی۔ حضورؑ نے حافظ صاحب کو فرمایا۔ کہ ان کے کھانے کا بندوبست کرو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے روٹی کھالی ہے۔ کیونکہ نانا صاحب امرتسر سے ہی میٹھی روٹیاں پکوا لائے تھے۔ اور وہ ہم نے یکہ سے اترتے ہی حوائج ضروریہ سے فراغت کے پاس اس وقت کماد کے کھیت کے پاس ایک کنواں چل رہا تھا۔ اس کے قریب بیٹھ کر ہم نے وہ روٹیاں کھالی تھیں۔ اور وہ عصر کا وقت تھا۔

(۲)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ لاہور سے۔ پھر پوچھا۔ آپ کے والد صاحب کا نام؟ میں نے کہا۔ میاں چراغ الدین صاحب۔ حضورؑ نے فرمایا۔ میں ان کو جانتا ہوں۔ (کیونکہ وہ بشیر اول کے عقیقہ کے موقعہ پر الٰہی بخش اکونٹنٹ اور منشی عبدالحق صاحب کے ساتھ قادیان آئے تھے۔ تبھی سے حضورؑ انہیں جانتے تھے)
اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا۔ آپ نے کوئی دینی کتاب بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور "تذکرۃ الاولیاء" پڑھی ہے۔ اس کے بعد میاں جان محمدؓ صاحب مرحوم آگئے۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور حضور علیہ السلام اور ہم نے ان کے پیچھے عصر کی نماز ادا کی۔

(۳)

اس کے بعد حضور علیہ السلام ہمیں گول کمرہ میں لے آئے۔ چونکہ اس وقت کچھ بارش بھی تھی۔ گو ہلکی تھی۔ تاہم سردی بہت تھی۔ حضورؑ اندر سے قہوہ اٹھا لائے۔ اس کے ساتھ ہی خطائیاں تھیں۔ جو ہندو گی خطائیاں کہلاتی ہیں۔ وہ ہم نے کھائیں اور قہوہ پیا۔

نماز مغرب کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر سے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی اور ساتھ اس کے آلو گوشت پکا ہؤا لے آئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ سالن میں اس وقت آلو سالم ہی تھے۔ اس کے بعد حضورؑ نے حافظ حامد علی صاحب کو حکم دیا۔ کہ خاکسار کو ذرا دبا دیں۔ کیونکہ مجھے بخار تھا۔ ہم رات کو وہیں سوئے۔

صبح کی نماز سے پہلے ہی حضورؑ تشریف لائے۔ ہاتھ میں معمولی ٹین کی لالٹین تھی۔ اور آکر ہم کو جگا دیا۔ صبح کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔ پھر کوئی آٹھ نو بجے کے قریب پہلے اس انگریز نے بیعت کی۔ پھر میں نے بیعت کی۔ حضورؑ ان دنوں ایک ایک آدمی کی الگ الگ بیعت لیا کرتے تھے۔ اور یہ ۱۸۸۹ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت تک ابھی ہم کوئی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اس وقت تک احمدی نام بھی مقرر نہ ہؤا تھا۔

(۴)

ایک دفعہ آٹھ بجے شام کو بٹالہ اترے۔ ہم بیس بائیس آدمی تھے۔ چاند کی روشنی تھی۔ گرمیوں کے دن تھے۔ بابو غلام محمدؐ صاحب فورمین بھی تھے۔ ہم رات کے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب قادیان پہنچ گئے۔ جب ہماری آمد کی اطلاع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو حضورؑ باہر تشریف لائے۔ اور حافظ حامد علی صاحب کو آواز دی۔ وہ بھی آگئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا۔ کہ لنگر خانہ میں جاکر دیکھو کوئی روٹی ہے۔ عرض کیا کہ حضور اڑھائی روٹیاں اور کچھ سالن ہے۔ فرمایا وہی لے آؤ۔ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سفید چادر بچھا کر حضور ایک طرف بیٹھ گئے۔ ہم تمام آس پاس بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے آگے پھیلا دئے۔ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ہم تمام نے سیر ہو کر کھایا۔ مگر پھر بھی وہ ٹکڑے بچے ہوئے تھے۔ جو حافظ حامد علی صاحب اس چادر میں لپیٹ کر لے گئے۔ یہ واقعہ ۹۶ء یا ۹۷ء کا ہے۔ اس واقعہ کی تصدیق بابو غلام محمدؐ صاحب نے بھی کی ہے۔ (خاکسار مرتب)

(۵)

عبداللہ آتھم کے ساتھ جب مباحثہ ہؤا۔ تو چونکہ پچاس پچاس ٹکٹ داخلہ ہر فریق کو دیئے گئے تھے۔ میں اور مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم دونوں کو صرف ایک ٹکٹ ملا تھا۔ اور ہم باری باری جایا کرتے تھے۔

(۶)

ایک دفعہ لیکھرام کے قتل کے بعد ہم قادیان گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اشتہار لے کر جانا۔ جس کا عنوان "گزگا بشن محمد حسین۔ محمد حسین گنگا بشن" تھا۔ ان دنوں گاڑی بٹالہ سے تین بجے چلتی تھی۔ اسلئے ہم نے گیارہ بجے عرض کیا۔ کہ حضورؑ ابھی تک اشتہار نہیں ملے (پریس میں مرزا اسماعیل بیگ ہوتے تھے) اور وقت ہو گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میرا ذمہ رہا۔ آپ گاڑی پر سوار ہو جائیں گے۔ اشتہار قریباً ڈیڑھ بجے پونے دو بجے ملے۔ میں ان اشتہارات کو لے کر جب اڈہ خانہ پہنچا۔ تو سواری نہ ملی۔ میں پیدل چل پڑا۔ غالباً میرے ساتھ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی تھے۔ ہم ساڑھے پانچ بجے بٹالہ پہنچے۔ اشتہار قریباً تین چار سَو کے قریب تھے۔ سرائے چونکہ سٹیشن کے قریب تھی۔ ہم نے دور سے دیکھا۔ کہ سٹیشن پر شور پڑا ہؤا ہے۔ اور بہت بڑا ہجوم ہے۔ لوگوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اسٹیشن چھینہ پر انجن خراب ہو گیا ہے۔ اسلئے گاڑی ابھی تک بٹالہ نہیں پہنچی۔ چنانچہ گاڑی پورے چھ بجے آئی۔ اور ہم اس میں سوار ہو کر رات کو ساڑھے نو بجے لاہور پہنچ گئے۔

(۷)

۱۸۹۲ء یا ۹۳ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں اپنی دوکان واقعہ نیلا گنبد میں بیٹھا ہؤا تھا۔ کہ ایک شخص محمد رمضان جو کہ نیلا گنبد والی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔ اور سلسلہ کا بڑا سخت مخالف تھا۔ ایک سکھ کو ساتھ لایا۔ اور میرے پاس یہ کہہ کر چھوڑ گیا۔ کہ یہ راستہ پوچھتا ہے۔ اس سکھ کا نام پھتر سنگھ تھا۔ اسے میں نے دو آنے دیئے۔ جس پر وہ ہندوؤں کی دوکان پر جاکر روٹی کھا آیا۔ اس کے بعد میں نے اسے کہا۔ کہ بٹالہ سٹیشن تک کا کرایہ سوا گیارہ آنے ہے۔ وہاں پہنچکر خواہ پیدل چل پڑنا۔ یا سواری پر بیٹھ جانا۔ میں جب پہلی دفعہ قادیان گیا تھا۔ تو سوا نو آنہ یکہ کا کرایہ دیا تھا۔ پھر تین آنے کرایہ ہؤا۔ پھر پانچ آنہ پھر آٹھ آنہ۔ پھر چودہ آنہ۔ پھر بعض دفعہ ہم نے پانچ روپے بھی دیئے۔ خیر وہ قادیان چلا گیا۔ اور آٹھ دن کے بعد میری دوکان پر پھر آپہنچا۔ اور اس نے آتے ہی مجھے السلام علیکم کہا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ مسلمان ہو چکا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ میں آپ کو ملنے کے لئے آیا ہوں۔ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بھی میں نے کر لی ہے۔ اور حضورؑ نے میرا نام عبدالعزیز رکھا ہے۔ بعد میں بھی وہ ملتا رہا۔ بڑا مخلص رہا۔ اسکی وفات کو قریباً دس بارہ سال ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے قادیان میں کئی بار دیکھا۔ خیر اس نے آکر مجھے بتلایا۔ کہ میرا قصہ یہ تھا۔ کہ میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا تھا۔ اور اس کا خیال میرے دل سے محو نہیں ہوتا تھا۔ میں بہت سے گورو مہنتوں کے پاس گیا۔ ہر ایک کے سامنے میرے دو ہی سوال تھے۔ کہ یا وہ عورت مجھے مل جاوے۔ یا پھر اس کا خیال ہی میرے دل سے محو ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے مسلمان گدی نشینوں کی طرف بھی رجوع کیا۔ حتیٰ کہ گولڑہ میں حزب البحر کا چلہ بھی کٹوایا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہؤا۔ پھر کسی نے مجھے مخول سے کہا۔ کہ "مرزے کے پاس جاؤ۔ اس کا بڑا دعوےٰ ہے" اس پر میں نے لاہور نیلا گنبد آکر قادیان کا پتہ پوچھا تھا۔ اور جس پر محمد رمضان مجھے آپ کے پاس چھوڑ گیا تھا۔

جب میں قادیان عصر کے قریب پہنچا۔ حضور علیہ السلام نے نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھی تھی۔ حضور نے ابھی سلام پھیرا ہی تھا کہ میں اوپر مسجد میں پہنچ گیا۔ اور بےتاب ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور اس طرح میں ایک عورت پر عاشق ہوں۔ میرا برا حال ہے۔ یا تو وہ عورت مجھے مل جائے یا پھر اس کا خیال ہی میرے ذہن سے محو ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے ایک نظر بھر کر میری طرف دیکھا (میں نے حضور کو کبھی اس طرح دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ راوی) اور فرمایا۔ رات یہیں رہو۔ کل چلے جانا۔ اس نے بتلایا کہ اس نظر کے بعد وہ عورت [illegible] ہو گئی

سید عبد القادر صاحب جیلانی رحمہ کو خواب میں دیکھا۔ خواب میں مجھے عبد القادر نام بتلایا گیا۔ صبح میں نے لوگوں سے پوچھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ صبح حضور ؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ حضور میں مسلمان ہوتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور ٹھہرو۔ پھر دوسرے یا تیسرے روز حضور ؑ نے میرا نام عبد العزیز رکھا۔ اور مجھے مسلمان کر لیا۔ اب میں صرف آپ کو ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اس کے بعد وہ پھر قادیان چلا گیا۔

(۸)

عبد الحق غزنوی کے ساتھ جب امرتسر کی عید گاہ میں بعد نماز عصر مباہلہ ہوا۔ تو میں اس وقت تیسری صف میں کھڑا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتویں صف میں تھے۔ کئی ہزار آدمیوں کی حاضری تھی۔ عید گاہ میں درخت اُگے ہوئے تھے۔ میں امرتسر میں ترشح کے وقت حضور ؑ پر چھتری لگا کر چلا کرتا تھا۔ ان دنوں حضور ؑ نے سفید لٹھے کا چوغہ پہنا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام مباہلہ میں قبلہ رخ کھڑے تھے۔ اور عبد الحق کی قبلہ کی طرف پیٹھ تھی۔ عبد الحق کے پیچھے جماعت تھوڑی تھی۔ مگر حضور ؑ کے پیچھے زیادہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی دعا سنکر بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ میں نے خود پانی کا چھینٹا آپ کے منہ پر مارا تھا۔ اور مرزا ایوب بیگ صاحب نے پنکھا کیا تھا۔ ہر دو فریق کے آدمی صفوں میں کھڑے تھے۔ مگر دیگر تماشائی اِدھر اُدھر کھڑے تھے۔ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ اٹھا کر اونچی آواز سے دعا کی تھی۔

(۹)

سید ناصر شاہ صاحب مرحوم لاہور میں ملازم تھے۔ جو اچانک گلگت میں تبدیل ہو گئے۔ میں سید فضل شاہ صاحب مرحوم دونوں ان کے ساتھ راولپنڈی تک گئے۔ بلکہ سید صاحب مرحوم کشمیر تک ساتھ گئے۔ قریباً ۱۵ — ۲۰ دن ہی گذرے تھے۔ کہ سید ناصر شاہ صاحب پھر لاہور میں ہمارے مکان پر آئے۔ (احمدی دوست عموماً ہمارے مکان ہی پر اترا کرتے تھے۔ قریباً ۱۵ — ۱۶ سال نمازیں بھی ہمارے ہاں ہی ہوتی رہیں) میں نے کہا شاہ صاحب! آپ پھر لاہور آ گئے۔ فرمانے لگے۔ کہ رستہ میں برف بہت پڑی ہے۔ میں نے تین ماہ کی رخصت لے لی ہے۔ اب قادیان رہنے کا ارادہ ہے۔ اس کے بعد وہ قادیان چلے گئے۔ ۲۰ — ۲۲ دن کے بعد شاہ صاحب مرحوم پھر لاہور آ گئے۔ مجھے ساتھ لیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں جموں میں ملازم ہو گیا ہوں۔ اسلئے مجھے انگریز افسر نے جموں بلایا ہے۔ اس کے لئے میں نے ڈالی بنوانی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کوئی پندرہ روپے کی ڈالی بنوائی۔ مجھے یہ بھی یاد ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے بہت دور تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ آپ کہاں رہنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور جموں میں۔ فرمایا اپنا نام لکھ کر میرے سامنے لگا دو۔ میں دعا کروں گا۔ چنانچہ ان کو قادیان میں ہی اطلاع مل گئی۔ کہ آپ کی جموں تبدیلی ہو گئی ہے۔ گلگت میں اسّی روپے تنخواہ ملتی تھی۔ مگر جموں میں ایک سو دس روپے ہو گئے۔ (اس نشان کا ذکر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۸ میں بھی ہے۔ مرتب) (الفضل)

✽ وہ مسجد نبوی جسے کہتے ہیں مبارک
وہ باب اجابت
دنیا ہے فضیلت جسے اللہ تبارک
اللہ رے رفعت

"قیس مینائی" نجیب آبادی۔

اپنے اپنے لفافے صاف فرما کر ممنون فرمایئے

تمباکو نوشی کا ضرر

نوجوانوں میں چونکہ تمباکو نوشی عام ہو رہی ہے اسی لئے وہ مندرجہ ذیل طبی نوٹ توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

تمباکو نوشی سے معدہ میں زخم پڑ جاتے ہیں

ڈاکٹر آرتھر ہرسٹ جو ایک نامور برطانوی طبیب ہیں۔ ان کے تجربہ میں آیا ہے۔ کہ اثنا عشری (معدہ سے ملحقہ آنت) کے زخم کے مریضوں میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسی تھی۔ جو سالہائے دراز سے سگریٹ نوشی کے عادی تھے۔ اور بہ کثرت پیتے تھے۔ چونکہ لوگ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے کہ تمباکو معدہ اور امعاء کے لئے سخت مضر ہے۔ اس لئے نیویارک (امریکہ) کے ڈاکٹر ارونگ ہرن فیلڈ اور ڈاکٹر ملس اسٹرٹونیٹ نے بطور خود تحقیقات شروع کی۔

تینتیس ایسے مریض منتخب کر لئے گئے۔ جن کے معدے بالکل صحیح و سالم تھے۔ اور جنہیں اس عضو کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔ سگریٹ نوشی کی بدولت ان میں سے ستر فی صدی میں بیّن طور پر معدہ کی تیزابی کیفیت میں زیادتی نظر آئی۔ معدہ کے زخم کے تیئس ۲۳ مریضوں میں سے سناسی فی صدی میں معدہ کی تیزابی رطوبت میں اور عام تیزابی کیفیت میں اضافہ ہو گیا۔ یہ بھی واضح رہے۔ کہ ان تمام زیر تجربہ مریضوں کو صرف دو دو سگریٹ پلائے گئے تھے۔ ان ہی مریضوں کو پھر ایسا تمباکو دیا گیا۔ جس میں سے اس کا جوہر یعنی نکوٹین علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ تو دیکھا گیا۔ کہ تیزاب کے اضافہ میں کمی آ گئی ہے۔ اور اس طرح یہ ثابت ہو گیا۔ کہ دراصل مضرت رساں چیز نکوٹین ہی ہے۔

اب اس بات کی شہادتیں بکثرت مل گئی ہیں۔ کہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے معدہ کی تیزابی کیفیت میں اضافہ ہو کر معدہ کے زخم رونما ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ اسکی وجہ سے معدہ کے زخموں کے اچھا ہونے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

سگریٹ اور بیڑی کا معدہ کے زخموں پر اثر

کینیڈا کی طبی انجمن کے جرنل میں ایک تجویز شائع ہوئی ہے جس سے سگریٹ فروشوں کو بڑی مایوسی اور مٹھائیاں بنانے والوں کو بہت خوشی ہوگی۔ یہ تجویز اس حقیقت کے پیش نظر کی گئی ہے۔ کہ کینیڈا کی فوجوں میں معدہ کے زخموں کی بہت ہی کثرت ہے۔ اخبار مذکور کی تجویز یہ ہے۔ کہ سپاہیوں کے اعزا اور احباب تحفے کے طور پر اپنے عزیز سپاہیوں کو مالٹڈ ملک کی ٹکیاں۔ مٹھائیاں اور چاکولیٹ بھیجا کریں۔ نہ کہ سگریٹ کہ جو انہیں مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ فوجوں کے اندر معدہ کے زخم سب سے زیادہ باعث تکلیف ہوتے ہیں۔

اگرچہ یہ مسئلہ ابھی بحث طلب ہے۔ کہ آیا سگریٹوں کے استعمال سے معدہ کی تیزابی رطوبت میں اضافہ اور اسکی وجہ سے معدہ میں زخم پڑ جانا یا جو زخم موجود ہیں۔ ان کا بڑھ جانا ممکن ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے۔ کہ بالعموم سب ڈاکٹر اپنے معدہ کے زخم کے مریضوں کو سگریٹ پینے سے روک دیتے ہیں اور اسی طرح کسرت کرنے والے نوجوانوں کو بھی سگریٹ نوشی ممنوع ہوتی ہے۔ جبتک کہ وہ ورزش کی تعلیم حاصل کرتے رہیں۔ (ہمدرد صحت)

(بقیہ مضمون صفحہ ۷)

اس فہرست میں پوٹاسیم کی مقدار پر غور کیجئے۔ خون کے سرخ ذرات کی تعمیر میں پوٹاسیم کی اہمیت ظاہر ہے۔ خون کے خلیات میں فی ہزار گرام مندرجہ ذیل جماداتی نمک پائے جاتے ہیں:-

آئرن فاسفیٹ	۰٫۹۹۸
پوٹاسیم سلفیٹ	۰٫۱۳۲
پوٹاسیم کلورائڈ	۳٫۰۷۹
پوٹاسیم فاسفیٹ	۲٫۳۴۳
سوڈیم فاسفیٹ	۰٫۶۳۳
سوڈیم کلورائڈ	۰٫۳۴۴
کیلسیم فاسفیٹ	۰٫۰۹۴
میگنیشیم فاسفیٹ	۰٫۰۶۰

کھیرے میں فاسفورس کی مقدار بھی ملاحظہ کیجئے۔ فاسفورس اعصاب کو بڑی تقویت بخشتا ہے۔ کھیرے کے اجزاء ترکیبی ایسے ہیں۔ جو پیشاب لاتے ہیں۔ اور زہریلے مادوں کو صاف کرتے ہیں۔ کھیرے کے رس میں اگر گاجر، چقندر اور ساگ کا رس ملا کر پیا جائے۔ تو گنٹھیا کے مرض میں بھی فائدہ کرتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس وقت دیہاتوں کی ہر غیر آباد اراضی پر یہ سبزیاں پیدا کی جائیں۔ اور شہر کے باشندے بھی اپنے گھروں میں اور احاطوں میں ان کی کاشت کریں۔ یہ کام بھی "فرسٹ ایڈ" (پہلی امداد) کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ (ہمدرد صحت)

"ارضِ کدعہ"

اے ارضِ مقدس تری معصوم فضائیں
یہ پاک ہوائیں
دامن میں لئے پھرتی ہے ہستی مہدی کی دعائیں
راتوں کی صدائیں
اے ارضِ مقدس یہ تری خاک کے ذرّے
خورشید زر افشاں
انوارِ سمٰوٰت کے بیدار نظارے
عرفان بداماں
مواج فضائیں تری لبریز ترنّم
نغمات کی دنیا
موسیقیِ فطرت کے ترانوں کا تلاطم
جذبات کی دنیا
اے ارضِ مطہر وہ ترے نور کے تڑکے
وہ وقت سہانا
سوتوں کو جگانے کے لئے پھرتے ہیں لڑکے
غل صلِّ علیٰ کا
یہ درس کے چشمے ترے لے مسجد اقصیٰ
ہیں علم کے دریا
پھر تازہ معارف لئے قرآں اتر آیا
از بامِ ثریا
آتا ہے نظر دور سے مینارۂ بیضاء
کرتا ہے اشارے
گمراہ مسافر کو بلاتا ہے ادھر آ
دنیا ہے سہارے
وہ اسکی بلندی سے مؤذن کی اذانیں
وہ پاک ندائیں
وہ بربطِ توحید کے نغمات کی تانیں
روحانی غذائیں ✽

حقایق و معارف

(۶)

سورہ ہود

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ کریں الحکم ۲۸؍ دسمبر ۴۳ء)

ان مطالب کی تشریح ذیل میں بیان کی جاتی ہے:-

ولقد ارسلنا نوحًا الیٰ قومہ الایۃ۔ اور بے شک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ (نوح نے قوم کو کہا) میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں کھلا کھلا (اس میں کسی قسم کا اخفا نہیں اور میں ایسا انذار نہیں کرتا۔ جو بے معنی اور بے حقیقت ہو۔ بلکہ اس میں حقیقت ہے۔ اور وہ مدلل ہے)

تدبیریں

بعض انذار اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک بے معنی دھمکی ہوتی ہے۔ لیکن انبیا علیہم السلام کا انذار اس قسم کا نہیں ہوتا۔ وہ واضح اور مبرہن ہوتا ہے۔ دوسرے عام لوگوں کا انذار نیک اور پاک جذبات پر مبنی نہیں ہوتا۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا انذار بنی نوع انسان کی خیر خواہی اور بھلائی پر مبنی ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی محرک ہی خیر خواہی ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ صرف انذار نہیں کرتے۔ بلکہ اس عذاب اور خوف سے بچنے کے اسباب اور طریقے بھی بتاتے ہیں۔

یہ انبیاء کی شان بعثت ہے۔ کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ مخلوق کی بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک تڑپ اور جوش رکھتے ہیں۔ اور اس قوم کی جس کے لئے وہ مبعوث ہو کر آتے ہیں۔ ان غلط کاریوں اور بدعنوانیوں سے مطلع کرتے ہیں۔ جن میں وہ مبتلا ہوتی ہے۔ اور اس کے برے نتائج اور عواقب سے ڈراتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وہ طریق پیش کرتے ہیں۔ جس سے وہ خدا تعالےٰ کے غضب سے بچ جاویں۔ اس آیت میں حضرت نوحؑ نے اپنی دعوت پیش کی ہے۔ اور اپنے نذیر مبین ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اور لکم کہہ کر بتا دیا ہے۔ کہ میں تمہاری بھلائی کے لئے نذیر ہوں۔ منافق اور فاسق لوگ بھی ایک قسم کے نذیر تو ہوتے ہیں۔ مگر وہ نذیر مبین نہیں ہوتے۔ الہام ان کی تائید میں نہیں ہوتا۔

نوحی دعوت

حضرت نوح کا مشن کیا تھا؟ وہ اپنی قوم کے اندر کیا اصلاح چاہتے تھے۔ فرمایا:- ان لا تعبدوا الا اللہ الآیۃ۔ میں یہ پیغام اور مشن لیکر آیا ہوں۔ کہ تم خدائے واحد کے پرستار بنو۔ اور ہر قسم کے جھوٹے معبودوں کو ترک کر دو۔

تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے سوا کسی اور کو معبود نہ بناؤ

یہی ایک چیز ہے۔ جو تم کو ہر قسم کے دکھوں سے نجات دیگی۔ اور تم ہر قسم کے سکھوں کے وارث بن جاؤ گے۔ میں تمہیں یہ تعلیم کیوں دیتا ہوں۔ اس کا ایک ہی باعث ہے۔

انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم

میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

اس آیت میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور غرض بعثت نمایاں ہے۔ حضرت نوح کی قوم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی کی مستحق ہو چکی تھی۔ خدا تعالےٰ نے عذاب نازل کرنے سے پہلے حضرت نوح کو مبعوث فرمایا تھا۔ کہ وہ ان کو اس عذاب سے آگاہ کریں۔ اور اس عذاب سے بچنے کا طریق بتائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم کو بتا دیا۔ اور ان پر اتمام حجت کیا۔

عذاب الٰہی کب نازل ہوتا ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم پر کبھی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ ان میں کسی نبی کو مبعوث نہ کرے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ یعنی خدا تعالےٰ کسی قوم پر عذاب نہیں کرتا جب تک ان میں رسول مبعوث نہ کرے۔ اس کے ذریعہ سے اتمام حجت کرتا ہے۔ اور باوجود اتمام حجت کے جب وہ لوگ نہیں مانتے۔ اور اپنی عداوت اور ضد میں ترقی کر کے نبی کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو آخر اللہ تعالیٰ کا عملی فیصلہ صادر ہو جاتا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی جو انذار کرتے ہیں۔ اور جو پیشگوئی عذاب کی کرتے ہیں۔ اسکی میعاد بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر حالتوں میں کوئی میعاد نہیں بتائی جاتی۔

عذاب الیم اور عذاب یوم الیم

عذاب الیم اور عذاب یوم الیم میں بڑا فرق ہے۔ جس چیز سے دکھ پہنچے وہ تو الیم ہوتی ہے۔ عذاب سے بے شک دکھ پہنچتا ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ الیم ہوتا ہے۔ مگر کئی دن ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اس کے عذاب سے کانپتے ہیں۔ اور وہ دن اپنے عذاب کی نوعیت اور سختی کے باعث مشہور اور زبان زد ہو جاتا ہے۔ نوح کے طوفان سے لوگ کانپتے ہیں۔ اور اس طرح یہ عذاب عذاب یوم الیم قرار پا گیا۔

غرض نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو عذاب یوم الیم سے ڈرایا۔ اور ان کو دشمن سے بچنے کی راہ بتائی۔ لیکن جیسا کہ نبیوں کی ابتدائی دعوت کا انجام ہوتا ہے۔ نوح کی قوم نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اسے مشکوک کرنا چاہا۔ چنانچہ قرآن مجید بتاتا ہے۔

فقال الملاء الذین الایۃ۔ ترجمہ (نوح کی دعوت کو سنکر) اسکی قوم میں سے کفر کرنے والوں کے سرداروں نے کہا۔ کہ ہم تجھے اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں۔ اور تیرے متبعین کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ہم میں سے ادنیٰ اور ناقص لوگ ہیں۔ (یہ کھلی کھلی بات ہے) اور ہم تیری اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں دیکھتے۔ بلکہ ہم جھوٹا یقین کرتے ہیں۔

منکرین نوح کا جواب اور طریق استدلال

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منکرین نبوت کا طریق استدلال کیا ہوتا ہے۔ نوحی دعوت کے جواب میں انہوں نے اپنے انکار کو دو باتوں سے موکد کیا ہے۔ پہلا اعتراض انہوں نے خود حضرت نوحؑ کی ذات پر کیا ہے۔ کہ تم ہمارے جیسے بشر ہی ہو۔ دوسرے جن لوگوں نے آپ کو مانا ہے۔ وہ اپنی قوم میں ممتاز اور سربرآوردہ نہیں۔ بلکہ اپنے درجہ اور رتبہ کے لحاظ سے وہ نہایت ادنیٰ اور ذلیل ہیں۔ تیسرے ان لوگوں کے ساتھ ہو جانے کے باعث بھی تم میں کوئی خاص فضیلت اور امتیاز ہم نہیں پاتے۔ ان دلائل کی بنا پر کوئی وجہ آپ کو صادق یقین کرنے کی نہیں۔ لہٰذا ہمارا فیصلہ تو یہ ہے۔ کہ آپ اپنے دعوےٰ میں صادق نہیں۔

انبیاء کو ابتداءً کون لوگ مانتے ہیں

اس سے چند باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اول انبیاء علیہم السلام کو ابتداءً ماننے والے کمزور اور چھوٹے لوگ ہوتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام چھوٹوں کو بڑے بنانے کے لئے آتے ہیں۔ اور اگر ابتداءً ہی ان کو بڑے لوگ تسلیم کر لیں۔ تو ان کی کامیابی اور صداقت مشتبہ ہو جائے۔ بڑے لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری طاقت اور جتھے کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی کا اس میں دخل نہیں۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایک زندہ اور مثمر بہ ثمرات یقین پیدا کریں۔ اور وہ اسی طرح ہوتا ہے۔ کہ ان کو ابتداءً کمزور اور قوم میں ادنیٰ درجہ کے لوگ مانتے ہیں۔ جن کی نہ طاقت ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس دولت ہوتی ہے۔ پھر خدا تعالےٰ ان کو قوت طاقت دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اس نبی کے ذریعہ یہ پیشگوئی کی جاتی ہے۔ اور یہ ہو کر رہتا ہے۔ اور وہ شہادت بینہ ہوتی ہے اس بات کی کہ

یہ خدا تعالےٰ کا نبی ہے اور خدا کی تائید اسکے ساتھ ہے

بادی الرای کے معنے

نوح کے منکر آپ کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اراذلنا بادی الرای۔ یعنی یہ لوگ ظاہر میں تو ذلیل ہی ہیں۔ اس صورت میں یہ طنز یہ فقرہ ہے۔ کہ یہ لوگ جنہوں نے آپ کو مانا ہے۔ بظاہر تو ذلیل اور ادنیٰ ہی ہیں۔ آپ ان کو معزز سمجھتے ہوں گے۔ یا یہ خود اپنے آپ کو اشراف سمجھتے ہوں۔ حضرت نوح کے متبعین کی اس حقارت سے ان کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ اور یا یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ سادہ لوح لوگ ہیں۔ انہوں نے غور و فکر کر کے نہیں مانا۔ بلکہ یونہی ایمان لے آئے ہیں۔ اگر غور کرتے۔ تو یہ بھی جھوٹا ہی سمجھتے۔

دونوں معنوں میں متبعین کی حقارت مقصود ہے۔ پہلی صورت میں ان کی سوشل پوزیشن پر حملہ اور اعتراض ہے۔ اور دوسری صورت میں ان کی دماغی اور ذہنی تحقیر ہے۔ ایک تیسرے معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ بظاہر ماننے والے نظر آتے ہیں۔ مگر انہوں نے دل سے نہیں مانا۔ اس صورت میں بھی حضرت نوح کے متبعین کی تحقیر کی ہے۔ اور ان کی دیانت و وفاداری پر حملہ کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے منکرین کی یہ عام حالت ہوتی ہے۔ وہ خود اس ہستی کی تحقیر کرتے ہیں۔ اور اس کے متبعین کو ذلیل بتاتے ہیں۔ اس آیت سے ایک اور بات کا بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ

انبیاء علیہم السلام کے شرف پر اعتراض نہیں ہو سکتا

حضرت نوح کے منکرین ان کے متبعین کو تو اراذل کہتے ہیں۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام پر اس قسم کا حملہ نہیں کرتے جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ وہ مسلم اشراف میں سے تھے۔

حضرت نوحؑ پر حملہ

حضرت نوح پر جو حملہ انہوں نے کیا وہ صرف یہی ہے۔ کہ ہم تجھے اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں۔ تیسری صورت ہم جیسی ہے۔ پھر ہم کیونکر مان لیں۔ کہ تو باطن میں کچھ اور ہے۔ اور اپنی خاص قوتوں کے ساتھ خدا کے دربار میں جا بیٹھا ہے۔ اور تو خدا کی باتیں سنتا ہے۔ جو ہم نہیں سنتے۔ منکرین و مخالفین نوح دیکھتے تھے۔ کہ کسبی علوم تو اسے حاصل نہیں۔ اور جب کسبی علوم نہیں۔ تو باطنی علوم کے لئے تو خاص طاقتیں چاہئیں۔ اور اگر کوئی خاص طاقتیں اسے دی گئی ہوتیں۔ تو اسکی شکل بھی تبدیل ہو جاتی۔ اور یہ ممتاز ہو جاتا۔ اور یہ بات نظر نہیں آتی اس استدلال سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ نوح نبی ہونے کے قابل نہیں۔

لوگ عجوبہ پرست ہوتے ہیں

جب لوگ نور نبوت سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے شرکوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو ان میں عجوبہ پرستی آجاتی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئیں۔ وہ اپنی شکل و صورت میں عام انسانوں سے کوئی نرالی صورت رکھتے ہوں۔ دنیا کی بت پرست قوموں کے حالات اور ان کے معبودوں کی صورتوں پر جو انہوں نے تراشی تھیں۔ اگر غور کریں۔ تو یہ عقدہ بھی کھل جاتا ہے۔ اور ہنسی بھی آتی ہے۔ مثلاً ہندوؤں کے دیوتاؤں کی شکلوں کو دیکھو۔ جو انہوں نے تصویروں کے ذریعہ پیش کی ہیں۔ کسی کے دس سر بنا دیئے ہیں۔ کہیں کسی کا سر ہاتھی کا بنا دیا ہے۔ اور چوہے پر سوار کر دیا ہے وغیرہ۔ پس وہ لوگ نوح کی شکل میں کسی غیر معمولی تبدیلی کو معیار حقانیت سمجھتے تھے۔ اور یہ بت پرستی کا نتیجہ ہے۔ کہ اس سے حق پرستی کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں۔

غرض انہوں نے نوح کے انکار کے لئے دو وجوہ تجویز کیں۔ خود نوح کی ذات اور اس کے متبعین کی حالت۔ پھر دونوں کو ملا کر وہ کہتے ہیں کہ جب یہ حالت ہے۔ تو وما نریٰ لکم علینا من فضل الآیۃ۔ اور ہم یہ بھی تو نہیں دیکھتے۔ کہ تم کو ہم پر کوئی فضیلت اور بزرگی ہو۔ بلکہ ہم تو تم دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ منکرین نوحؑ نے صرف اپنے خیال کے مطابق منطقی استدلال کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ نوح کی ذات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اس کی شکل و صورت میں کوئی نرالا پن نہیں۔ اور متبعین رذیل اور ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں۔ اور یا تم سب مل کر بھی ہم پر کوئی فضیلت اور بزرگی ان کو حاصل نہیں۔ لہٰذا ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ (باقی صفحہ ...)

خارق عادت اولوالعزمی اور اعلیٰ کارنامے والا امیر المؤمنین ایدہ اللہ

مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

خدام اور انصار سلسلہ کی طرف سے ہفتہ تلقین منایا گیا تھا جس میں مصلح موعود کے موضوع پر تقریریں کی گئیں۔ اس مناسبت پر ہم جناب میاں غلام محمد صاحب اختر لیبر وارڈن ریلوے لاہور کا یہ مضمون مسرت سے شائع کرتے ہیں۔ اختر صاحب کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی ذات سے والہانہ محبت ہے۔ (ان کی یہ محبت قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ اختر صاحب کے اخلاص و محبت میں بیش از بیش ترقی دے۔ آمین (ایڈیٹر)

"سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔...... اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بیماریوں سے صاف کریگا۔ ...... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ .. نور آتا ہے نور۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (اشتہار حضرت مسیح موعود ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء) پھر فرمایا:۔

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ "محمود" (مسجد سے مراد جماعت ہوتی ہے)"

محمود وہ پیارا محمود جس کی تاریخ پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء مطابق سنہ ھ ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ۱۴ رمارچ ۱۹۱۴ء مطابق سنہ ھ کو عین عالم شباب میں منصب خلافت پر سرفراز فرمایا۔ جس کے خلاف مخالفت کی رو اس زور سے اٹھ آئی۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن تو ایک طرف اپنا کہلانے والوں نے بھی اسے بہا دینے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ سلسلہ کے معتبر اراکین اور انجمن احمدیہ کے کثیر التعداد معتمدین الگ ہی نہ ہوئے۔ بلکہ مستعد ہوگئے۔ کہ وہ اپنی قوت سے کثرت مال سے۔ رسوخ سے اور اپنے ظاہری تقوے سے تمام جماعت کو اپنے ساتھ ملاکر جس کی تعداد اس وقت بقول ان کے ۹۸ فی صدی ان کے ساتھ تھی۔ مٹا ہی نہ دیں گے۔ بلکہ دنیا میں اس کا نام و نشان بھی نہ رہنے دیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قادیان کی بستی بجائے مسیح موعود کے مرکز کے مسیح اسرائیلی کی قوم کا مرکز بن جائے گی۔ (نعوذ باللہ من قول اعدانا) ایسے حالات میں دنیاوی انسان قطعی طور پر ناامید ہوکر حالات کو دگرگوں دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ کرب و اضطراب کے آثار اس کے ہر فعل سے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ اور مصائب میں گھر کر اسکو کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ مگر وہ جس میں اللہ تعالےٰ کی روح کام کر رہی تھی۔ وہ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہونا تھا۔ وہ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کر رکھا تھا۔ اور جس کے متعلق وعدہ تھا۔ کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جس کی اولوالعزمی کا امتحان تھا۔ وہ جس نے اس امتحان کے بعد دنیا کے کناروں تک شہرت پانی تھی۔ اور وہ جس سے قوموں نے برکت حاصل کرنی تھی۔ وہ کس طرح متکبر دشمن کے سامنے جھک سکتا تھا۔ اور کس طرح الٰہی بشارات کے باوجود ان کی ظاہری قوت کے سامنے دب سکتا تھا۔ وہ کس طرح خلافت کی قبا کو رد کر سکتا تھا۔ وہ عصائے موسیٰ کے سہارے اٹھا۔ اور بشارات کی طاقت نے اس کو سنبھالا۔ اور منصب خلافت کو حاصل کرتے ہی ان کو للکارنا شروع کر دیا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کا پہلوان ہوں۔ اور میں ہی کامیاب ہوں گا۔ اور میرے ساتھی تمہاری کثرت کو کھا جائیں گے۔ اور تمہارا کوئی مکر اور تمہاری کوئی تدبیر تم کو قیامت تک مجھ پر غالب نہیں ہونے دیگی۔ اور خدا تعالےٰ میری کمزوریوں کو دور فرماکر تم سب پر طاقتور کر دیگا۔ ؎

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

پس دیکھنے والوں نے ان حالات کو دیکھا۔ اور سننے والوں نے ان کو غور سے سنا۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے قول کو پورا کر دکھایا مَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ (الہام حضرت امیر المؤمنین ۱۹۰۹ء)

مگر وہ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود ؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی کے مطابق فرمایا تھا۔ کہ "میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اتریگا۔ اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں۔ رہائی دے گا۔"

پس اللہ تعالےٰ نے اس مماثلت کو کئی رنگوں میں دنیا پر واضح کر دکھایا۔ اور کوئی صاحب بصیرت ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مشابہت تو چند سالوں میں اس طرح پوری ہوئی۔ کہ جس طرح حضرت مسیح بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آئے تھے۔ اور ان کے لئے ذلت سے نکالنے کی ہر سعی کی تھی۔ اسی طرح ہی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی مسیحی بھیڑوں یعنی اپنی بنی اسرائیلوں کی رستگاری فرمائی۔ اور وہ کشمیری جو ذلت کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے۔ اور اسیری کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ حضور کی سعی سے آج اسمبلیوں کے ممبر اور قانون ساز مجلسوں کے رکن بنے ہوئے ہیں۔

دوسری مشابہت حضور کو اس طرح حاصل ہوئی۔ کہ جس طرح حضرت مسیح کی مخالفت اس وقت کی پبلک اور حکومت کی طرف سے محض بنی اسرائیل کی ہمدردی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اور ایک آگ حضرت مسیح کے خلاف بھڑک اٹھی تھی۔ بعینہٖ اسی طرح ہمارے آقا اور جماعت احمدیہ کی مخالفت اور خطرناک فتنہ کا آغاز (یعنی احرار کا فتنہ) اسی سلسلہ میں شروع ہوا۔ ملک کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک شرارت کی ایک ایسی آگ بھڑکا دی گئی۔ اور فتنہ کی ایک ایسی رَو چلا دی گئی۔ جس کو اس زمانہ میں ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے۔

تیسری مشابہت یوں پوری ہوئی کہ حضرت مسیح ؑ نے جن لوگوں کو اپنے مشن کے لئے مقرب بنایا تھا۔ وہی لوگ امتحان کے وقت، ان سے اپنے ذاتی مقاصد کے لئے الگ ہوگئے۔ بلکہ ان کے خلاف گواہ بن گئے۔ بالکل اسی طرح اس زمانہ میں بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جن لوگوں کو اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اپنا معاون بنایا۔ وہ لوگ جن کو کوئی جانتا تک بھی نہ تھا۔ اور وہ گمنامی کے گڑھوں سے نکل کر نامور ہی نہیں بلکہ لیڈر بن گئے۔ اور حضور سے قادیان میں آآکر کئی کئی دن رہ کر علم اور عزت حاصل کرکے اپنی قومی بزدلی کی کینچلی کو اتار کر شیر کشمیر تک کہلانا شروع کر دیا تھا۔ وہ بھی اپنے محسن کے احسانات کو بھول کر ان کے خلاف کھڑے ہوگئے۔ اور مخالفین سلسلہ کو خوش کرنے کے لئے معترض بن گئے۔ اسی پر ہی بس نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ جس نے اپنے مسیح کی مماثلت کو ہر رنگ میں ہمارے آقا کے ساتھ پورا کرنا تھا۔ اسکی مشیت نے پنجاب کے ایک سب سے بڑے بنی اسرائیل یعنی ڈاکٹر سر محمد اقبال کو باوجودیکہ وہ کشمیر کمیٹی کے لئے چند سال پہلے حضور کو صدر ہی نہیں بلکہ شملہ میں ڈکٹیٹر تک ماننے کے لئے تیار تھے۔ حضور کی مخالفت کے لئے کھڑا ہی نہ کر دیا۔ بلکہ انہوں نے اس کے مقابل ایک اور کمیٹی بنالی۔ اور اس کے صدر بن بیٹھے۔ اور ہر طرح کی مخالفت کی۔ اور اپنے محسن اور غمگسار کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو حضرت مسیح کے ساتھ کیا گیا تھا۔

پس ایسے شان والے کی جوبلی پر میں صرف اختصار کے ساتھ کثیر التعداد کارناموں میں سے مثال کے طور پر چند پیش کرتا ہوں۔ جس سے میرے آقا کی یہ شان ظاہر ہو۔ ؎

اولوالعزمی ودیعت ہے ازل سے اسکی فطرت میں
یہ لاثانی ہے تقویٰ میں یہ یکتا ہے طہارت میں
اسے حق نے خلافت دی۔ امامت دی۔ امارت دی
ذہانت دی فقاہت دی وجاہت دی ریاست دی

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی پیشگوئیاں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وقت میں پوری ہوئیں۔ مثلاً "آہ! نادر شاہ کہاں گیا" کابل میں ۸۰ ہزار لوگوں کی ہلاکت اور بچہ سقہ کے ہاتھوں امان اللہ جیسے ظالم بادشاہ کا زوال جس کی وجہ معصوم احمدیوں پر ظلم تھا۔ جس کے متعلق حضرت نعمت اللہ صاحب کی شہادت کے بعد جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے خدا تعالےٰ سے فیصلہ چاہا تھا۔ لندن میں سفید پرندے پکڑنے کے متعلق۔ ویمبلی میں مذاہب کی کانفرنس میں حضور کے مضمون کا اعلیٰ رہنا۔ باب لُد کے بارے میں۔ حضور کا دمشق میں منارۃ البیضاء پر جانا۔ منارۃ المسیح قادیان کی تکمیل۔ زلازل کا تمام ملکوں میں کثرت سے آنا اور ہندوستان میں بڑے بڑے زلزلوں کا آنا مثلاً کوئٹہ یا بہار کے زلزلوں کا بہار کے دنوں میں آنا۔ سیلابوں کی کثرت اس طرح کہ حضرت لوطؑ اور نوحؑ کا زمانہ ہماری آنکھوں نے دیکھ لیا۔ قادیان کی ترقی (وسع مکانک) حضور کے عہد خلافت میں قادیان کس قدر جلدی کہاں سے کہاں تک پھیل گیا۔ قادیان میں ریل کا آنا۔ بجلی۔ تار۔ ٹیلیفون کا لگنا۔ ہر ملک میں مبلغ کا پہنچ جانا۔ کثرت سے باہر کے ملکوں میں مشن قائم کرنا۔ ہندوستان میں قریباً ہر شہر میں جماعتوں کا قیام لوگوں کا بہت دور دراز ملکوں سے قادیان میں آنا۔ جماعت میں بارہا منافق چوہوں کا نمودار ہونا اور ان کا جماعت سے اخراج۔ چھوٹوں کا بڑے اور بڑوں کا چھوٹے کیا جانا۔ بادشاہوں کو تبلیغ کرنا اور ان کے لئے مختلف کتب لکھ کر بطور تحفہ پیش کرنا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کا بڑھنا۔ پھلنا اور پھولنا۔ ہر اس ملک کا نقصان اٹھانا جہاں سے مبلغ سلسلہ کو نکال دیا گیا۔

(۲) حضور کی خلافت کے مابعد اور حضور کی جوبلی کے ساتھ ہی جگہ جنگوں کا چھڑنا اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے ہے۔

(۳) سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نظام کی مضبوطی یعنی نظارتوں کا قیام مختلف محکموں کا انتظام۔ اور اندرون اور بیرون ہند کی ہر جماعت کو اس میں منسلک کرنا۔

(۴) دفاتر کا یکجا جمع کرنا اور ان عمارتوں کا حاصل کرنا جہاں متکبر لوگ احمدیوں کو کھڑا بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔

(۵) مجلس شوریٰ کا قیام اور جماعت کے متفقہ فیصلہ جات کا احترام اور ان کی نگرانی کا تحقیقاتی کمشن کے ذریعہ انتظام۔

(۶) جماعت میں تحریک جدید (جو دراصل خدائی تحریک ہے اور احمدیت کی روح ہے) کا اجرا۔ اخلاقی لحاظ سے جماعت کی ترقی۔

اور مالی و جانی قربانی کا نمونہ

(۷) جماعت کے اندر اسلامی شریعت کا اجراء۔

(۸) عورتوں کے حقوق کا قیام۔

(۹) حضور (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو خون اور ہر قسم کے گندے مقدمات میں پھنسانے کی کوشش ہونا اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہر ایک میں اعداء کا ناکام رہنا۔ نیز حضور کو شہید کرنے کے منصوبے کرنا (فداہ نفسی۔ ابی و امی) اور اللہ تعالےٰ کا یعصمک من الناس کے ماتحت حضور کی حفاظت کرنا۔

(۱۰) احرار کی مخالفت کا دور اس میں گورنمنٹ کے چند ذمہ دار افسروں کا شریک ہونا اور ہندوستان میں دشمنی کی ایک آگ بھڑکانا اور ہر قسم کی بدظنی اور شرارت کا زہر ملک کے کونہ کونہ میں پھیلا دینا۔ فسادیوں کا اجتماع اور احرار کا قادیان میں گالیوں کی خاطر کانفرنس کرنا۔ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں حضور کو بطور گواہ بلانا اور کھوسلہ کا فریق مخالف کی طرح فیصلہ لکھنا نیز اور کئی مقدمات کا قادیان میں کھڑا کیا جانا اور باوجود ہر قسم کی مخالفت کے گورداسپور میں سلسلہ کی ترقی کا نمایاں ہونا اور ہر دشمن کا ذلیل و خوار ہونا۔

(۱۱) صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمدؐ صاحب پر ایک ذلیل اور کمینہ گداگر کا سر بازار حملہ کرنا اور حضور کے رعب کی وجہ سے مشتعل احمدیوں کا صبر کے گھونٹ پینا۔ اور زبان سے اف تک نہ کر سکنا۔ بلکہ آنکھوں کے پانی سے دل کی تپش کو بجھانے کی کوشش کرنا اور صبر کا وہ نمونہ پیش کرنا جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔

(۱۲) شہید گنج کے واقعہ سے پہلے (اس وقت جبکہ کوئی انسان احرار کے اقتدار کو دیکھ کر گمان تک بھی نہیں کر سکتا تھا) احرار کے متعلق تحدی سے کہہ دینا کہ میں ان کے پاؤں کے تلے سے زمین نکلتے دیکھتا ہوں۔ پھر باوجودیکہ ہر سعی کی گئی۔ گورنمنٹ کے چند خود غرض افسران نے بھی مدد کی۔ اور ہندوستان کی سب سے بڑی جماعت یعنی کانگرس نے بھی ان کو ہر قسم کا سہارا دیا۔ مگر پھر بھی وہ خدا کی نظر میں گری ہوئی قوم جس کے متعلق خلیفہ اعلان کر چکا تھا۔ بر سر اقتدار نہ آ سکی۔ اور ان کے اپنے رکن اعلیٰ کو کہنا پڑا۔ کہ جماعت احمدیہ کے پیچھے ایک بہت بڑا دماغ کام کر رہا ہے۔ آخر احرار خدا کی نظر سے اس طرح گرے۔ کہ وہ باغی بنا کر جیلوں میں بھجوا دیئے گئے۔ (ان ھذا لعبرۃ لاولی الالباب)

(۱۳) ہمارے سامنے مملکت برطانیہ کی کیبنٹ کے کل ہی کے واقعات موجود ہیں۔ کہ دنیادار قومیں اور دنیادار بادشاہ دشمن کے حملہ آور ہوتے ہی کس قدر جلد اپنے تفرقات کو چھوڑ کر یکجا جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر خدائی لوگ سچی بات کرنے میں کسی سے نہیں جھجکتے۔ اور ہر قسم کی مخالفت کے وقت اپنی اولوالعزمی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے اولوالعزم آقا نے عین مخالفت کے ایام میں ناظروں کو تنبیہیں کیں۔ اور مسجد اقصیٰ کے معاملہ میں ان سب سے اس وقت تک قطع تعلق کیا جب تک وہ کام کو پورا نہ کر سکے۔ ایسی اولوالعزمی کی مثال دنیا کے مدبر اور سیاستدان پیش نہیں کر سکتے۔

(۱۴) حضور کا باوجود ظاہری طور سے کسی ڈگری سے خالی ہونا مگر عنانِ خلافت ہاتھ میں لیتے ہی ساری دنیا کو علم سے بہرہ اندوز کرنا اور بڑے بڑے فقیہوں اور فلسفیوں اور ہر قسم کے علم والوں کو نیچا دکھانا حضور کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر و باطنی علوم سے پُر کیا جانے کا ثبوت ہے۔

(۱۵) علماء اور قرآن کریم کے ترجمہ اور علم کا دعویٰ کرنے والوں کو قرآن کریم کے علوم و معارف کے متعلق بار بار چیلنج دینا اور کسی کا قبول نہ کرنا علم لدنی کا ثبوت ہے۔

(۱۶) حضور کا غلبہ دین کی خاطر سے دشمنوں کو مباہلے کے لئے پکارنا اور کسی کا مقابلہ کے لئے تیار نہ ہونا بلکہ ادھر ادھر کے عذرات سے ٹالنا حضور کے تعلق باللہ کی دلیل ہے۔

(۱۷) اپنے دشمنوں سے عمدہ سلوک۔ دشمنوں کا دشمنی کے باوجود آ کر حضور سے فائدہ حاصل کرنا۔ کسی سے اپنی ذات کے لئے غصہ نہ رکھنا صرف اور صرف خدا تعالےٰ اس کے رسول اور اس کے مسیح کے لئے غیرت دکھانا۔ حضور کی محبت باللہ اور بالرسول کی دلیل ہے۔

(۱۸) حضور کا دیگر اقوام سے رواداری کا سلوک حضور کے حلم کا بین ثبوت ہے۔

(۱۹) دنیا کی سیاست کی گتھیوں کو سلجھانا۔ نہرو رپورٹ پر تبصرہ۔ ہندوستان کی سیاسی مشکلات کا حل اور دیگر کثرت سے ایسے مضامین لکھ کر دنیا کی سیاسی رہبری فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور ہی صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہیں۔

(۲۰) حضور کے انصاف کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ حضور نے آج تک چھ شادیاں بہت مخلص نیک اور متقی لوگوں کے ہاں کیں۔ ان تعلقات سے ہر ایک کے خاندان میں اخلاص اور سلسلہ کی محبت بڑھی۔ اور وہ سارے خاندان مجموعی طور پر حضور کی بیعت میں شامل ہیں۔ اور حضور کے خسر۔ خوشدامنیں۔ نسبتی بھائی اور بہنیں ہر ایک اپنی جان اور مال حضور پر نثار کرنے کو تیار ہیں۔ اور اس میں کسی کا بھی استثنیٰ کا نہ ہونا حضور کی مطہر زندگی اور ظاہری و باطنی برکات کا ثبوت ہے۔ کیونکہ سسرال والے اپنی اولاد کے ساتھ کوئی بُرا سلوک، ہمیشہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتے۔

طالب دعا۔ خاکسار غلام محمد اختر لیبر وارڈن ریلوے لاہور

ہنگامی غذائیں

(از ڈاکٹر ایچ۔ سی۔ ہنکل)

اس مضمون میں طبی نقطہ نگاہ سے پانچ ایسی سبزیاں اور ترکاریاں پیش کی گئی ہیں۔ جو کسی خطرے یا ہنگامی ضرورت کے وقت غذاؤں کا کام دے سکتی ہیں۔ یہ سب تازہ قدرتی حیاتینوں اور ضروری نمکیات وغیرہ سے مالا مال ہوتی ہیں۔

جن نباتی غذاؤں کی سفارش میں نے ذیل میں کی ہے۔ وہ ایسی ہیں۔ جو ہندوستان کے ہر حصے میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے ہر جگہ پیدا کی جا سکتی ہیں۔ ان سے ان اجزاء کی کمی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ جن کا فقدان مختلف غلول اور دالوں میں ہوتا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:- (۱) خیارین۔ کھیرا اور ککڑی (۲) گاجر (۳) پیاز (۴) ساگ (۵) ٹماٹر۔

آپ پوچھیں گے۔ کہ انہی پانچ چیزوں کو مخصوص کیوں کیا جائے اور وہ کون سے غذائی اجزاء ہیں۔ جو ان کے ذریعہ سے بہم پہنچائے جا سکتے ہیں؟ اس لئے میں ان چیزوں کے خواص اور اجزائے ترکیبی پیش کرتا ہوں۔ مکمل غذائیت کے لئے کیلسیم اور لوہے کے علاوہ دوسرے جماداتی نمکوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن قدرت نے غذا کی ترکیبوں میں یہ انتظام رکھا ہے۔ کہ جن نباتاتی غذاؤں کے ذریعہ سے ہم یہ دو چیزیں حاصل کر لیتے ہیں۔ ان میں دوسرے جماداتی نمک بھی کچھ نہ کچھ مقداریں مل جاتے ہیں۔ اس لئے غذاؤں کے انتخاب کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمایئے۔

ساگ۔ ہندوستان میں متعدد اقسام کے ساگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور کھائے جاتے ہیں۔ یہ "سبز پتوں والی" غذا اس لئے اہم ہے۔ کہ اس میں طاقت بخش لوہے کی ایک کثیر مقدار موجود ہوتی ہے۔ جو خون کے سرخ ذرات بناتی ہے۔ ان ساگوں میں حیاتین "ا" حیاتین "ب" اور حیاتین "ج" بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ اجزاء انسان کے اعصاب کو قوی کرتے ہیں۔ ہاضمہ کو امداد پہنچاتے ہیں۔ متعدی امراض سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور زخموں کو اچھا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں سرسوں کے ساگ پالک اور شلغم کے اوپری پتوں کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ سرسوں کے ساگ میں گندھک زیادہ ہوتی ہے۔ جو جلدی امراض کے لئے مفید ہے۔ ساگوں کو صرف اتنے ہی پانی میں پکانا چاہیئے۔ جو ان کو دھونے کے وقت پتوں میں لگا رہ جاتا ہے۔ انہیں بیس منٹ سے زیادہ نہ پکایئے۔ اور جو پتے بہت نرم اور لطیف ہوں۔ ان کو کچا بھی کھا لیجئے۔ غذا میں دودھ کی اہمیت کے متعلق کتنے مضامین آپ نے پڑھے ہوں گے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ دودھ میں بھی سبز پتے "خوش ذائقہ محلول" کی صورت میں ہوتے ہیں۔ کچے ساگوں سے بہتر دودھ کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔

گاجر کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ اس میں زرد نباتاتی رنگ کا "کیروٹین" ہوتا ہے۔ جو حیاتین "ا" سے مل کر ایک بہترین مرکب بناتا ہے۔ عام ہندوستانی غذاؤں میں حیاتین "ا" کی کمی ایک اہم غذائی مسئلہ ہے۔ اس کمی کو گاجریں بہ حسن وجوہ پورا کر دیتی ہیں۔ اور اس اعتبار سے وہ دودھ اور روغن ماہی سے بہت ملتی جلتی چیز ہیں۔ کچی گاجروں کا رس اگر ساگ اور ٹماٹر کے رس میں ملا کر استعمال کیا جائے۔ تو بہت مفید اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ گاجر میں کیلسیم کا بھی بہت بڑا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ ہر انسان کے جسم کو روزانہ دس گرین کیلسیم کی ضرورت ہوتی ہے اس مقدار کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں ڈھائی سیر گیہوں کام میں لانے پڑیں گے۔ لیکن گاجروں کے صرف آدھ سیر وزن سے دس گرین کیلسیم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کیلسیم کی مقدار کے لحاظ سے نصف سیر ساگ بھی ڈھائی سیر گیہوں اور چاولوں کے برابر ہے۔

پیاز۔ پیاز کے "نباتاتی خاندان" میں مختلف اقسام کی پیازیں اور لہسن وغیرہ شامل ہیں۔ جو پیاز عام طور پر ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کا وطن مغربی ایشیا ہے۔ اس لئے یہ مشرق کی قدرتی غذاؤں میں شامل ہے۔ دوائی حیثیت سے پیاز اور اس کے رس کی اہمیت مسلم ہے۔ یہاں ہم صرف اس کے غذائی پہلو سے بحث کریں گے۔ صرف چھ چھٹانک پیاز دس گرین کیلسیم روزانہ مہیا کر سکتی ہے۔ اس میں گندھک اور مینگنیز کے بیش قیمت نمکوں کی کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے۔ اگر پیاز کچی کھائی جائے۔ تو اس سے ایک قسم کی ریڈیائی شعاعیں جسم کو ملتی ہیں۔ جو ماورائے بنفشی شعاعوں سے بہت مشابہ ہوتی ہیں۔

ٹماٹر۔ ہماری سبزیوں میں ٹماٹر غذائی حیثیت سے ایک بہت ہی بیش بہا چیز ہے۔ مشرق میں پہلے ٹماٹر کو پسندیدہ غذا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن مغرب میں یہ بہت دنوں سے ہر دلعزیز ہے۔ اور اب جدید تحقیقات سے اس کی ہر دلعزیزی کا سبب بھی معلوم ہو گیا ہے۔ وینڈل نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ خشک ٹماٹر کے ½ اگرین وزن میں اتنا حیاتین "ا" ہوتا ہے۔ کہ چوہوں کے نشوونما کے لئے کافی چربی مہیا کر دیتا ہے۔ انسان کے مسئلہ غذائیت پر اس نظریہ کو عاید کرنے کا مطلب یہ ہو گا۔ کہ اگر ۴ سے ۶ اونس تک تازہ ٹماٹر یا ½ ۱ اونس خشک ٹماٹر استعمال کیا جائے۔ تو اس کو حیاتین "ا" کی صورت میں مکھن کا کافی بدل مل جائے گا۔ ٹماٹر میں حیاتین "ب" حیاتین "ج"، پوٹاسیم۔ سوڈیم۔ کیلسیم اور لوہا بھی کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔

خیارین۔ ککڑیاں اور کھیرے دو ہزار سال سے ہر ملک میں انسان کی پسندیدہ غذاؤں میں داخل ہیں۔ یہ کچے بھی کھائے جاتے ہیں اور ترکاری کی طرح پکا کر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ خیارین کے غذائی اجزا مندرجہ ذیل ہیں:-

پوٹاسیم	۲۰ء۴۱ فی صدی	فاسفورس	۵ء۲۴ فی صدی
سوڈیم	۰۰ء۱۰ "	گندھک	۹۰ء۵ "
کیلسیم	۳۰ء۷ "	سیلیکون	۰۰ء۷ "
میگنیشیم	۱۵ء۴ "	کلورین	۶۰ء۵ "
لوہا	۴۰ء۱ "	حیاتین "ب" اور "ج" کافی مقدار میں	

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۸ کالم ۳ پر)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

۶۲۶۵ع ۔ منکہ سید بشیر احمد شاہ ولد ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال سب پوسٹماسٹر یالا کینیا کالونی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ / ۴ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اور میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ -/۱۳/-۲۰۳ شلنگ ہے۔ میں اس تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ سالانہ ترقی پر حسب تنخواہ ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں نے کوئی اور جائیداد پیدا کرلی۔ تو اسکی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر جو میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ سید بشیر احمد شاہ سب پوسٹماسٹر معرفت کینیا کالونی افریقہ۔ گواہ شد ولایت شاہ اسسٹنٹ سرجن نیلینڈی والد موصی۔ گواہ شد محمد اکرم خاں غوری سیکرٹری وصایا پوسٹ ۵۵ نیروبی۔

۶۳۱۶ع ۔ منکہ نعمت خاں ولد امان خاں قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۷۲ سال ۱۸۹۶ء ریاست نادون ضلع کانگڑہ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

مبلغ بیس روپے ایک آنہ میری پنشن ہے جس میں دسواں حصہ آمد کے ادا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔ اور جو ریاست نادون تحصیل ہمیر پور ضلع کانگڑہ میں میرا مکان خام معہ اڑھائی کنال زمین کے تھا۔ وہ میں مکان خام ۱۹۳۷ء میں تین لڑکوں کے درمیان تقسیم کرچکا ہوں۔ اور زمین اڑھائی کنال لڑکی کو دے چکا ہوں۔ اس واسطے اس پنشن کے علاوہ اور کوئی جائیداد میری نہیں ہے۔ بعد وفات اور کوئی جائیداد نئی پیدا کروں۔ تو میرے ورثاء اس کا دسواں حصہ ادا کرینگے۔ العبد:۔ ڈاکٹر نعمت خاں دارالفضل۔ گواہ شد دیانت خاں۔ گواہ شد مرزا محمد نصر اللہ پنشنر دارالفضل۔

۶۳۱۷ع ۔ منکہ الٰہی جان بیوہ امام خاں صاحب مرحوم کیمبل پوری قوم افغان عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن قادیان محلہ دارالفضل بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد دس روپے ہے۔ جو مجھے میرے بیٹے کی طرف سے برائے ذاتی اخراجات وغیرہ ہر ماہ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ الٰہی جان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد عبد اللہ خاں صاحب ڈینٹل سرجن پسر موصیہ دارالفضل۔ گواہ شد مرزا عبد الرؤف بقلم خود دارالفضل میڈیکل ہال۔

۶۳۱۸ع ۔ منکہ محمد طفیل ولد چودھری غلام علی صاحب نمبردار قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی چک ۳۱۶ ج ب ڈاکخانہ جھانواں چک ۳۷۷ ج ب ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہیں۔ (۲) میں آجکل بحیثیت آفیسر کیڈٹ ٹریننگ لے رہا ہوں۔ اس وقت مجھے ماہوار -/۲۳۰ روپے ملتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور یہ حصہ ماہ بماہ انشاء اللہ العزیز داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس سے کچھ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کردوں۔ تو وہ اس سے منہا سمجھا جائیگا۔ میری وفات کے بعد میرا ترکہ حسب شریعت اسلامیہ تقسیم ہو۔

العبد:۔ محمد طفیل بقلم خود آفیسر کیڈٹ ۵۰/۴۴ آفیسر ٹریننگ سکول مہو چھاؤنی۔ گواہ شد غلام حسن سفید پوش دارالفضل۔ گواہ شد مشتاق احمد باجوہ مجاہد۔

۶۳۱۹ع ۔ منکہ رشیدہ بیگم زوجہ نذیر احمد صاحب ڈار قوم بٹ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی دارالرحمت قادیان حال دارالسلام افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔ ایک عدد ہار طلائی ایک جوڑی نفیسیاں طلائی۔ ایک جوڑی کانٹے طلائی۔ ایک جوڑی کلپ طلائی ایک عدد سوئی طلائی۔ چار عدد انگوٹھیاں طلائی۔ جس کا کل وزن گیارہ تولے ہے۔ جس کی موجودہ قیمت -/۱۲۰ شلنگ فی تولہ کے حساب سے -/۱۳۲۰ شلنگ بنتی ہے۔ اس کے علاوہ -/۱۲۰۰ شلنگ حق مہر ہے۔ جو ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ یعنی کل رقم -/۲۵۲۰ شلنگ بنتی ہے میں اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر کوئی اور منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میرے مرنے کے وقت ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو وہ رقم میرے مرنے کے بعد ثابت شدہ جائیداد سے منہا ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ لیکن میرا گذارہ میرے خاوند کی آمدنی پر ہے۔

الامۃ رشیدہ بیگم بقلم خود۔

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ موصیہ رشیدہ بیگم کا حق مہر -/۱۲۰۰ شلنگ میرے ذمہ ہے۔ گواہ شد فضل کریم لون۔ گواہ شد عبد الکریم ڈار۔ گواہ شد نذیر احمد ڈار خاوند موصیہ

۶۳۲۰ع ۔ منکہ رحمت علی ولد چودھری مولاداد صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۳ء ساکن کرتو ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ / ۹ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

جائیداد غیر منقولہ (الف) ۷۶ بیگھ اراضی واقع موضع "تلونڈی کھجور والی (ب) قریباً ایک کنال سکنی رقبہ جس میں نصف حصہ ایک کچی کوٹھڑی نصف حصہ ایک پختہ کوٹھڑی شامل ہے۔ واقع موضع تلونڈی کھجور والی مذکور (ج) تیس ۳۰ بیگھ اراضی واقع موضع بھونڈری تحصیل شاہدرہ۔ (د) ۲۵ بیگھ ۳ کنال ۶ مرلہ اراضی واقع موضع کرتو تحصیل شاہدرہ۔ (س) ایک پختہ مکان واقع موضع کرتو مذکور۔ (ن) نصف حصہ ایک کچا مکان واقع موضع کرتو۔

جائیداد منقولہ۔ ایک بھینس و پارچات وغیرہ اس جائیداد میں سے جائیداد (ا) تخمینہ قیمت اٹھانوے سو جائیداد (ب) کی تخمینہ قیمت سات صد روپیہ جائیداد (ج) کی تخمینہ قیمت چون صد روپیہ۔ جائیداد (د) کی تخمینہ قیمت بیس صد روپیہ۔ جائیداد (س) کی تخمینہ قیمت پانچ صد روپیہ۔ جائیداد (ن) کی تخمینہ قیمت دو صد روپیہ۔ جائیداد منقولہ کی قیمت تخمینہ سوا سو روپیہ اس ساری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز تاحین حیات اپنی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ادا کرتا رہوں گا۔ ۲۵ / ۹ / ۲ ہش۔

مگر آنکہ مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ بھی جو میری جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد (چودھری) رحمت علی کرتو۔ گواہ شد چودھری نذیر احمد پسر موصی۔ گواہ شد (چودھری) سردار خاں ولد فضل دین صاحب کرتو۔ گواہ شد (چودھری) اعظم علی پسر موصی۔ گواہ شد چودھری اللہ دتہ ولد مولاداد صاحب کرتو۔

۶۳۲۱ع ۔ منکہ زبیدہ بیگم زوجہ مولوی حکیم خلیل احمد صاحب قریشی صدیقی عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دلاور پور مونگھیر صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ / ۱۱ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(الف) میرا دین مہر مبلغ دو ہزار روپیہ تھا۔ کہ منجملہ اس کے میں اپنے شوہر موصوف سے ۳۰۰ روپیہ وصول پاچکی ہوں۔ صرف مبلغ ایک ہزار سات سو روپیہ دین مہر کے ذمہ شوہر موصوف واجب الادا ہیں۔ (ب) مکان کھپرہ پوش مع صحن و کنواں و چہار دیواری و پائیخانہ واقع احمدیہ کالونی محلہ سعدی پور شہر مونگھیر عطا کردہ شوہر موصوف قیمتی -/۵۰۰ روپے۔ (ج) خانہ باغ مع چار دیواری ملحق مکان مذکورہ بالا واقع احمدیہ کالونی محلہ سعدی پور شہر مونگھیر عطا کردہ شوہر موصوف قیمتی تخمیناً مبلغ ما ۱۵۰ ۔ جملہ مالیت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ متذکرہ بالا مبلغ دو ہزار تین سو پچاس روپے ہیں۔ علاوہ اس کے جو چند زیورات میرے تھے۔ وہ میں اپنے بچوں کو عطا کرکے تقسیم کرچکی ہوں۔

(۲) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ الامۃ:۔ زبیدہ بیگم بقلم خاص۔ گواہ شد حکیم خلیل احمد شوہر موصیہ۔ گواہ شد سید محمد عبد اللہ احمدیہ کالونی مونگھیر۔ گواہ شد عبد الباقی عفی عنہ۔ گواہ شد سید وزارت حسین پراونشل نائب امیر۔

۶۳۲۲ع ۔ منکہ طالع بی بی صاحبہ بیوہ اللہ دتہ صاحب قوم سند ھوراجپوت پیشہ زرگری عمر قریباً ۸۰ سال ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ / ۱۲ / ۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گذارہ یعنی کھانا پینا وغیرہ لڑکوں کے سر پر ہے۔ اور آ(مد) اس وقت پانچ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تادم مرگ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ وصیت میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی یعنی دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ۔ نشان انگوٹھا طالع بی بی موصیہ۔ گواہ شد مستری محمد حسین۔ گواہ شد مفتی محمد صادق عفی عنہ

اس سال سالانہ کی تاریخیں

۲۵-۲۶-۲۷ ہیں۔ یاد رکھیئے۔